ڈاکٹر حافظ محمد ثانی

عہدِ نبویؐ کے نظامِ تعلیم و تربیت میں

''صُفّہ اور اصحابِ صُفّہ''

کا کردار

عہدِ نبوی میں تعلیم کو بڑی اہمیت دی گئی، اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ معلمِ کتاب و حکمت، محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی اوّلین وحی کا اوّلین لفظ ''اقرأ'' یعنی ''پڑھیے'' تھا۔(۱) قرآن حکیم نے نبی آخر الزّماں صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب نبوت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا!

''وَ یُعَلِّمُکُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَیُعَلِّمُکُمْ مَّا لَمْ تَکُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۝ '' (۲)

یعنی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) تمہیں کتاب و حکمت اور اس چیز کی تعلیم دیتے ہیں جو تمہیں معلوم نہ تھیں۔

علاوہ ازیں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحت کے ساتھ فرمایا!

بعثتُ معلّما - (۳)

میں معلم بنا کر مبعوث کیا گیا ہوں۔

عالم الغیب والشہادہ نے معلم الکتاب والحکمہ کی بعثت ہی بحیثیت معلم کے فرمائی،

چنانچہ سفر و حضر، رات اور دن، ہر حال اور ہر مقام پر معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ متحرک درس گاہ تھی، مختلف حالات و واقعات میں ایک لاکھ سے زائد تلامذہ و صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلیم پائی۔ اور فرمانِ نبوی کی پیروی میں فیضانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض یابی کے بعد چہار دانگِ عالم میں علم و حکمت کے چراغ روشن کیے۔

معلم کتاب و حکمت، محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے!

مثل مابعثنی اللّٰہ من الھدیٰ والعلم کمثل الغیث الکثیر اصاب ارضاً، فکان منھا نقیة، قبلت الماء فأنبتت الکلأو العشب الکثیر وکانت منھا احادب امسکت الماء فنفع اللّٰہ بھا الناس، فشر بوا وسقوا وزرعوا، وأصاب منھا طائفة اخریٰ انما ھی قیعان لا تمسك ماءً أولا تنبت کلأً فذٰلك مثل من فقه فی دین اللّٰہ ونفعه – ما بعثنی اللّٰہ به فعلم و علم، و مثل من لم یرفع بذلك رأ ساً ولم یقبل ھُدی اللّٰہ الذی ارسلت به" (۴)

اللہ نے مجھے جو ہدایت اور علم دے کر مبعوث کیا ہے، اس کی مثال اس موسلا دھار بارش کی ہے جو زمین پر گری اور اس کے ایک قابلِ روئیدگی علاقے نے پانی کو جذب کرلیا، جس سے گھاس اور سبزہ اگ آیا، اور ایک علاقہ ناقابلِ روئیدگی تھا جس نے پانی کو روک لیا اور اللہ نے اس سے انسانوں کو نفع پہنچایا، لوگوں نے خود پانی پیا اور دوسروں کو پلایا اور کھیتی باڑی کی، اور ایک علاقہ صرف سنگ لاخ اور پہاڑی تھا جہاں نہ پانی رکا اور نہ سبزہ اگا، یہ اس شخص کی مثال ہے جس نے اللہ کے دین کو اچھی طرح سمجھا، میرے علم و ہدایت نے اسے نفع پہنچایا، اسے خود سیکھا اور دوسروں کو سکھایا، اور اس شخص کی مثال ہے جس نے علم و ہدایت آنے کے بعد جہالت سے سر نہیں اٹھایا اور نہ ہی

اللہ کی ہدایت قبول کی، جسے دے کر مجھے مبعوث کیا گیا ہے۔

انہی فرامین کی بنیاد پر عہدِ نبوی ﷺ میں تعلیم و تعلم پر شروع ہی سے بڑی توجہ مبذول کی جاتی رہی۔

چنانچہ مکۂ مکرمہ میں کفار و مشرکین کی ایذا رسانی اور حالات کی ناسازگاری کے باوجود کسی نہ کسی طرح قرآن اور اسلام کی بنیادی تعلیم جاری تھی۔ اس پورے دور میں کوئی باقاعدہ درس گاہ نہیں تھی، معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم صحابۂ کرامؓ کو تعلیم دیتے تھے۔ موسم حج اور دیگر مواقع پر لوگوں کو قرآن سناتے تھے۔ اس دور میں مسجد ابو بکر صدیقؓ، دار ارقم، بیت فاطمہ بنت خطاب، شعب ابی طالب وغیرہ کو کسی حد تک درس گاہ کہا جاسکتا ہے۔ اس کے باوجود مکی دور میں فیضان نبوی ﷺ کی بدولت متعدد قراء و معلمین پیدا ہوئے جنہوں نے دوسروں کو قرآن اور تفقہ فی الدین کی تعلیم دی۔ حضرت خباب بن ارت مکہ میں بیت فاطمہ بنت خطاب میں قرآن کریم کی تعلیم دیتے تھے۔ حضرت سالم مولیٰ ابو حذیفہؓ ہجرت عامہ سے پہلے قبا میں، حضرت مصعب بن عمیرؓ اور حضرت ابن مکتوم (عمرو بن قیس اعمیٰ) نقیع الخضمات میں اور حضرت رافع بن مالک زرقی مسجد بنی زریق میں تعلیمی خدمات انجام دیتے تھے، یہ سب مکہ معظّمہ کے فضلاء و فارغین ہیں۔ ان کے اصحاب و تلامذہ مدینہ منورہ کی مساجد میں امامت اور تعلیم کی خدمت انجام دیتے تھے۔ (۵)

ان درس گاہوں کے علاوہ اس زمانہ میں مدینۂ منورہ کے مختلف علاقوں اور قبیلوں میں تعلیمی مجالس اور حلقے جاری تھے۔ جن میں بطور خاص بنو نجار، بنو عبد الاشہل، بنو ظفر، بنو عمرو بن عوف، بنو سالم وغیرہ کی مساجد میں اس کا انتظام تھا، اور عبادہ بن صامت، عتبہ بن مالک، معاذ بن جبل، عمر بن سلمہ، اسید بن حضیر، مالک بن حویرث رضوان اللہ عنہم اجمعین ان کے ائمہ اور معلمین تھے۔ (۶)

ان درس گاہوں میں قرآن اور بنیادی ضروریات دین کے بارے میں آگاہی اور تعلیم و تربیت دی جاتی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مصعب بن عمیرؓ کو روانہ کرتے وقت مندرجہ ذیل تین باتوں کی ہدایت کی تھی!

أمره أن يقرأهم القرآن و يعلّمهم الإسلام و يفقهّم في

الدین. فکان یسمیّ المقرئ بالمدینۃ (۷)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ لوگوں کو قرآن پڑھائیں اور اسلام کی تعلیم دیں اور ان میں دین کے متعلق بصیرت پیدا کریں، چنانچہ وہ مدینہ میں مقری کے نام سے یاد کئے جانے لگے۔

ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ ہجرت سے قبل مکہ میں جیسے ہی کوئی وحی نازل ہوتی رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم اسے فوراً مردوں کے اجتماع میں، پھر عورتوں کی مجلس میں تلاوت اور تبلیغ فرماتے، مدینہ منورہ آتے ہی مسجد نبویؐ کی تعمیر ہوئی تو اس میں ایک حصہ بطور ''صفہ'' مختص کیا گیا، جسے اسلامی تاریخ میں پہلی باقاعدہ درس گاہ اور اصحابِ صفہ کو طالبانِ علم کی پہلی جماعت ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

مدینۂ منورہ میں تحریک اسلام کو آزاد ماحول میسر آیا تو معلمِ کتاب و حکمت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے تعلیم و تربیت کے مسئلے کو مستقل اور پائیدار بنیادوں پر حل کرنے کی طرف توجہ فرمائی۔

آپؐ کی پیغمبرانہ حکمت و بصیرت کا فیصلہ یہ ہوا کہ تعلیم و تربیت کا مرکز ایسا ہونا چاہئے جہاں ہر روز مقررہ اوقات پر مسلمانوں کا اجتماع ہو اور اس اجتماع کی حیثیت گویا فرض و وجوب کی ہو۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے آپؐ نے مسجد کو منتخب کیا، اس اعتبار سے مسجد نبویؐ اسلام کا پہلا مرکز تعلیم و تربیت ہے۔ جس کے لئے آج کی زبان میں جامعہ یا یونیورسٹی کی تعبیر اختیار کی جاسکتی ہے۔ اس یونیورسٹی کا نصاب تعلیم و تربیت کیا تھا اور اس کے ذریعے آپؐ نے ثقافتی مسئلے کو کیسے مستقل بنیادوں پر حل کیا؟ اس کا جواب قرآن مجید نے ہر زمان و مکان کے انسان کی رشد و ہدایت کے لئے اپنے اندر محفوظ کر لیا اور وہ یہ ہے!

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْ لاً مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَ يُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْ نُوْا تَعْلَمُوْنَ۝ (۸)

جس طرح (منجملہ اور نعمتوں کے) ہم نے تم میں تمہیں میں سے ایک رسول بھیجا ہے جو تمہیں ہماری آیات پڑھ پڑھ کر سناتا،

تمہارا تزکیہ کرتا، تمہیں الکتاب (قرآن) اور حکمت سکھاتا اور
تمہیں ان باتوں کی تعلیم دیتا ہے۔ جن کا تمہیں علم نہ تھا۔

اس سے معلوم ہوا کہ اس پہلی اسلامی یونیورسٹی (صفہ) کا نصاب اصولی طور پر یہ تھا!

۱۔ قرأتِ قرآن، ۲۔ تزکیہ، ۳۔ تعلیمِ کتاب، ۴۔ تعلیمِ حکمت اور ۵۔ علومِ نو کی تعلیم،

چنانچہ اس مقصد کے حصول کی خاطر آپؐ نے مسجد نبوی ﷺ کے ایک کنارے پر ایک جگہ مخصوص کرلی، جسے اس کے سائبان کی وجہ سے "صفہ" کہتے تھے۔ یہ دراصل ایک کھلی اقامتی Residential درس گاہ تھی، جس میں ہر چھوٹا، بڑا شخص تعلیم و تربیت حاصل کرتا تھا، چاہے وہ اس میں اقامت گزیں ہو یا نہ ہو، مسلمانوں کی ایک جماعت جنھوں نے اپنی کل زندگی تحریک اسلام کے لئے وقف کردی تھی، تعلیم و تربیت کے حصول کے لئے اس میں اقامت گزیں ہوگئی، انہیں "اصحابِ صفہ" کہتے تھے، اس اعتبار سے اگر مسجد نبوی ﷺ کی اس درس گاہ کو عصر حاضر کی اقامتی اور کھلی درس گاہوں کا پیش خیمہ کہا جائے تو بے جانہ ہوگا۔(۹)

"صفہ" چبوترے یا پلیٹ فارم کو کہتے ہیں، مسجد نبویؐ کے ایک حصہ میں ڈائس کے طور پر ایک چبوترہ قائم کردیا گیا جو دن کے وقت تعلیم گاہ کا کام دیتا اور رات کے وقت بے خانماں لوگوں کے لئے دارالاقامہ بنتا۔ یہ پہلی اقامتی Residential جامعہ تھی، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم فرمائی، پہلے ہی دن سے شہر کے باشندے بھی وہاں آنے لگے، بے خانماں لوگ حصول تعلیم کے لئے وہیں رہتے تھے۔(۱۰)

"صفہ" کچھ عرصہ قبل تک۔ (شیخ البتنونی کی تحقیق کے مطابق) چبوترے کی شکل میں ہے زمین سے نصف میٹر بلند، بارہ میٹر لمبا اور آٹھ میٹر چوڑا تھا، اس کے چاروں طرف تانبے کا جالی دار گھیرا بنا ہوا ہے اس سے چار میٹر کے فاصلہ پر جنوب کی طرف اغوات کا چبوترہ اور مشرق میں گودام ہے اس کے ساتھ ہی ایک چبوترہ شیخ الحرم کی نشست گاہ بنی ہوئی ہے۔ صفہ کے جنوب میں مقصورہ شریف کے متصل ایک اور تھڑا بنا ہوا ہے جس میں محراب تہجد کی جگہ ہے۔(۱۱)

(جبکہ حالیہ تحقیق کے مطابق یہ سات میٹر لمبا، تین میٹر چوڑا، اور نصف میٹر اونچا ہے۔ تین جانب نصف میٹر اونچی سنہری ریلنگ لگی ہوئی ہے)

اس اقامتی درس گاہ میں لکھنے پڑھنے کے علاوہ فقہ کی تعلیم بھی دی جاتی تھی، قرآن کریم کی سورتیں زبانی یاد کرائی جاتی تھیں، فنِ تجوید سکھایا جاتا تھا اور دیگر اسلامی علوم کی تعلیم کا بندوبست تھا، جس کی نگرانی اس تاریخی اور اولین تعلیم گاہ کے معلم اول رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شخصی طور سے فرمایا کرتے تھے اور وہاں رہنے والوں کی خوراک وغیرہ کا بھی بندوبست کیا کرتے تھے۔ بعض طلباء اپنی فرصت کے لمحات میں طلب روزگار میں بھی مصروف ہوا کرتے تھے۔

درس گاہ صُفہ میں نہ صرف مقیم طلبہ کی تعلیم کا انتظام تھا بلکہ ایسے بھی بہت سے لوگ آتے تھے جن کے مدینے میں گھر تھے اور وہ صرف درس کے لئے وہاں حاضر ہوا کرتے تھے، وقتاً فوقتاً عارضی طور سے درس گاہ میں شریک ہونے والوں کی بھی کمی نہ تھی، جبکہ مقیم طلبہ کی تعداد گھٹتی بڑھتی رہتی تھی۔ (۱۲)

''صُفہ'' کی درس گاہ میں مقامی طلبہ کے علاوہ بیرونی طلبہ بھی کثیر تعداد میں شریک ہوتے تھے، ان کی حاضری ہنگامی اور وقتی ہوتی تھی، اور مقامی طلبہ مستقل طور پر حاضر باش رہتے تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں اصحاب صفہ کی تعداد ستر ۷۰ بتائی گئی ہے جو اس درس گاہ کے ہمہ وقت حاضر باش تھے، اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بیان کے مطابق بسا اوقات ساٹھ، ساٹھ طلبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں رہا کرتے تھے، بعض اوقات ان کی تعداد بڑھ جاتی تھی، خاص طور سے بیرونی طلبہ کے وفود کی آمد پر بہت زیادہ اضافہ ہو جاتا تھا۔

وفد بجیلہ میں ایک سو پچاس، وفد نخع میں دو سو اور وفد مزینہ میں چار سو نفر تھے، اسی طرح دیگر وفود میں مختلف تعداد کے افراد ہوتے تھے اور ان کی آمد دین سیکھنے کے لئے تھی، اس لئے وہ لوگ بھی مجلس میں شریک ہوتے تھے، بعض اوقات مجلس میں گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے کچھ لوگ واپس چلے جاتے تھے، مدینہ اور اس کے آس پاس کی آبادیوں کے بہت سے حضرات اپنی معاشی مصروفیات کی وجہ سے خود حاضر نہیں ہو سکتے تھے تو باری باری

آکر ایک دوسرے کو مجلس کی باتوں کی خبر دیتے تھے، حضرت عمرؓ کا بیان ہے!

کنت أنا وجارلی من الأنصار فی بنی أمیة بن زید وهی من عوالی المدینة، وکنا نتناوب النزول علی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم، ینزل یو ماً، وأنزل یوماً، فاذا نزلتُ، جئته بخبرذٰلك الیوم من الوحی وغیره، و اذانزل، فعل مثل ذٰلك– (۱۳)

میں اور عوالی مدینہ میں قبیلہ بنی امیہ بن زید کا ایک انصاری میرا پڑوسی ہم دونوں باری، باری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس علم میں جایا کرتے تھے، ایک دن وہ جاتا اور ایک دن میں جاتا، جب میں جاتا تو اس دن کی وحی وغیرہ کی خبر لاتا اور جس دن وہ جاتا وہ بھی اسی طرح کرتا تھا۔(۱۴)

مسجد نبوی ﷺ کی اس تاریخی درس گاہ "صفہ" میں ہر طبقہ کے افراد شریکِ درس ہوتے تھے، انصار، مہاجرین، مقامی، بیرونی، اعیان و اشراف، رؤسائے قبائل، عالم، جاہل، بدوی، شہری، عربی، بوڑھے، جوان سب ایک ساتھ بیٹھتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب کے ذہن و مزاج، افتادِ طبع اور زبان و لب و لہجہ کے رعایت فرماتے ہوئے تعلیم دیتے تھے۔ درس گاہ نبوی ﷺ کے ان طلباء میں "اصحابِ صفہ" کو نمایاں حیثیت حاصل تھی، وہ رات دن حاضر باش رہتے تھے، تعلیم و تعلم، ذکر و اذکار، تلاوت قرآن اور باہمی مذاکرہ و مراجعہ کے علاوہ ان کو اور کوئی مصروفیت نہیں ہوتی تھی۔(۱۵)

چنانچہ حضرت براء بن عازبؓ کا بیان ہے کہ ہم سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث نہیں سنتے تھے، ہماری کھیتی باڑی اور دیگر مصروفیات تھیں، لوگ اس زمانہ میں جھوٹ نہیں بولتے تھے، مجلس نبویؐ میں حاضر ہونے والا شریک نہ ہونے والے سے حدیث بیان کرتا تھا۔(۱۶)

بیرونی طلبہ یعنی نووار دین اور وفود، دور دراز مقامات اور قبائل سے درس گاہِ نبویؐ میں حاضر ہو کر قرآن و سنت، تفقہ اور شرائعِ اسلام کی تعلیم حاصل کرتے تھے اور واپس جاکر

اپنے علاقوں اور قبیلوں میں دینی تعلیم عام کرتے تھے، طلبِ علم میں دور دراز کے سفر کر کے مشقتیں برداشت کرتے تھے۔

قبیلہ عبدالقیس کا وفد بحرین سے خدمت نبویؐ میں آیا اور ارکانِ وفد نے بیان کیا کہ ہم دور دراز مقام سے آرہے ہیں، ہمارے اور آپ کے درمیان قبیلۂ مضر کے کفار رہتے ہیں، اس لئے ہم اشہر حرام ہی میں آپ کے یہاں آسکتے ہیں، آپ ہمیں دین کی باتیں بتائیں تاکہ ہم ان تعلیمات کو اپنے یہاں والوں کو بتائیں اور جنت میں داخل ہوں۔

وفد عبدالقیس کی آمد سے پہلے ہی صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دے دی تھی کہ مشرکین عبدالقیس کا قافلہ آرہا ہے، اس پر کوئی جبر نہیں کیا گیا ہے بلکہ وہ برضا و رغبت دائرۂ اسلام میں داخل ہوگا۔ وہ مال کی لالچ سے بھی نہیں آرہا ہے، اے اللہ! عبدالقیس کی مغفرت فرما، وہ بہترین اہل مشرق ہیں۔

وفود کی آمد پر مدینے میں بڑی رونق ہو جاتی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ ان کا استقبال کیا کرتے تھے اور ان کی دل داری و میزبانی کا بہتر سے بہتر انتظام کیا کرتے تھے، ان کی تعلیم پر خصوصی توجہ دی جاتی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ حضرت ابو بکرؓ، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت سعد بن عبادہؓ اور حضرت عبادہ بن صامتؓ وغیرہ بھی ان وفود کو قرآن، تفقہ اور شرائع اسلام کی تعلیم دیتے تھے۔ قبیلہ عبدالقیس کے رئیس عبداللہ الاشج کے بارے میں تصریح ہے!

"یسأل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن الفقہ والقرآن" (۱۷)

وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فقہ اور قرآن کے بارے میں سوالات کر رہے تھے۔

وفد ثقیف کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبویؐ میں خیموں میں رکھا تاکہ وہ قرآن سنیں اور لوگوں کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھیں، ان میں حضرت عثمان بن ابوالعاص سب سے کم عمر تھے، مگر انہوں نے سب سے زیادہ قرآن کی تعلیم حاصل کی تھی، دوسرے ارکان وفد نے بھی قرآن پڑھا اور ان کے بارے میں تصریح ہے۔ "وتعلموا القرآن" ان کو قرآن کی تعلیم دی گئی۔ (۱۸)

وفد غامد جنت البقیع کے علاقہ میں اترا اور ابی بن کعبؓ سے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کی۔ ابو ثعلبہ کا بیان ہے!

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کر کے کہا کہ مجھے ایسے شخص کے ہاں بھیج دیں جو اچھی طرح تعلیم دے، تو مجھے ابو عبیدہ بن جراحؓ کے پاس بھیج دیا اور فرمایا!

"دفعتك الٰی رجل یحسن تعلیمك و ادبك"

میں نے تمہیں ایسے آدمی کے یہاں بھیجا ہے جو تمہیں اچھی طرح تعلیم دے گا اور ادب سکھائے گا۔

وفد خولان کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور خاص فرمایا کہ انہیں قرآن اور سنن کی تعلیم دی جائے۔ وفد بنی حنیفہ میں رحال بن عنفرہ حضرت ابی بن کعب سے قرآن کی تعلیم حاصل کرتے تھے، قبیلہ مراد کے فروہ بن مسک حضرت سعد بن عبادہؓ کے یہاں اترے اور ان سے قرآن اور اسلام کے فرائض و شرائع کی تعلیم پاتے تھے۔ مسیلمہ کذاب کے بھیجے ہوئے وفد میں وبرہ بن مشہر حنفی بھی تھے، دوسرے ارکان وفد واپس چلے گئے، مگر وبرہ بن مشہر خدمت نبویؐ میں رہ کر قرآن کی تعلیم حاصل کرتے رہے، حتیٰ کہ وصالِ نبویؐ کے بعد اپنی والدہ کے پاس مقام عقر میں چلے گئے، وفد بہراء کے افراد اسلام لانے کے بعد کئی دن مقیم رہے اور قرآن کی تعلیم حاصل کی، وفد رہاویین نے قرآن کریم اور فرائض کی تعلیم حاصل کی۔ وفد بلعنبر میں حرملہ بن عبداللہ کا بیان ہے کہ واپسی کے وقت میں نے سوچا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہ کر اور زیادہ تعلیم حاصل کروں گا، یہ سوچ کر میں ٹھہر گیا اور دوسرے ارکان وفد واپس چلے گئے، وفد تجیب کے افراد جلدی واپس چلے گئے، انہوں نے بتایا کہ ہم واپس جا کر اپنے یہاں کے لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور آپؐ سے ہمکلامی کے واقعات سنائیں گے۔ وفد بنی عبس نے بیان کیا کہ ہمارے قراء نے یہاں سے واپس جا کر بتایا کہ ہجرت کے بغیر اسلام معتبر نہیں ہے۔ ہمارے پاس مال و مویشی ہیں، جن سے ہماری معاش و معیشت ہے، اگر یہی بات ہے تو ہم ان کو فروخت کر کے یہاں سے ہجرت کر لیں، آپؐ نے ان کے جذبۂ اسلام و ایثار کو دیکھ کر فرمایا کہ تم اپنے وطن میں رہو، تمہارے اعمال میں کمی نہیں ہوگی۔ (۱۹)

یہ بیرونی طلبہ یعنی وفود عرب کے افراد واراکین عام طور سے دارِ رملہ بنت حارث بن ثعلبہ انصاریہ میں ٹھہرائے جاتے تھے، اسے دار الضیافہ کہا جاتا تھا۔ یہ مکان بہت بڑا تھا، بنو قریظہ کے چھ سو قیدی اس میں رکھے گئے تھے، یہی بیرونی طلبہ کا دار الاقامہ تھا، اس میں وفد تجیب، وفد بنی محارب، وفد خولان، وفد بنی کلاب، وفد بجیلہ، وفد بنی حنیفہ، وفد غسان، وفد عذرہ، وفد رہاویین، وفد مدلج، وفد نخع وغیرہ ٹھہرائے گئے تھے۔

اس کے علاوہ ضرورت اور حیثیت کے مطابق دوسرے مقامات میں بھی ان کا قیام ہوتا تھا۔ وفد غامد جنت البقیع میں اترا، وفد دوس میں ابوہریرہؓ بھی تھے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرۃ الدجاج میں ٹھہرایا، وفد بلی کو آپؐ نے بنی جدیلہ کے علاقے میں ایک مکان میں ٹھہرایا۔ وفد کندہ کے ساتھ حضرموت کا وفد بھی تھا، جس میں یمن کے شاہی خاندان کے کئی افراد تھے، ان ہی میں وائل بن حجر کندی بھی تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے شایان شان انتظام فرمایا اور حضرت معاویہؓ سے کہا کہ ان کو حرہ کے علاقے میں ٹھہراؤ، وفد ثقیف کے احلاف کو مغیرہ بن شعبہؓ نے اپنے یہاں اتارا اور بنو مالک کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی ﷺ کے صحن میں خیمے لگوائے، وفد زبید میں مشہور شہ سوار عمرو بن معدی کرب تھے، مدینہ پہنچ کر پوچھا کہ بنی عمرو بن عامر کا سردار کون ہے؟ لوگوں نے سعد بن عبادہؓ کا نام لیا تو سواری کو ان کے مکان کی طرف موڑ دیا، حضرت سعدؓ نے گرمجوشی سے استقبال کیا اور عربی روایت اور خاندانی عادت کے مطابق ان کی پذیرائی کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے، وفد بہراء کے ارکان مدینے آکر مقداد بن اسودؓ کے دروازے پر اترے۔

ضباعہ بنت زبیر بن عبد المطلب کا بیان ہے!

ہم لوگ بنی جدیلہ میں اپنے مکان میں تھے، مقداد بن اسودؓ ہمارے پاس آئے اور حلوے کا طباق جسے ہم نے اپنے لئے تیار کیا تھا اٹھالے گئے اور اس سے وفد بہراء کی ضیافت کی، ارکان وفد نے شکم سیر ہو کر کھایا اور جو بچ گیا ہمارے پاس آیا، وفد صداء کو سعد بن عبادہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر پہلے اپنے یہاں لے گئے اور نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ ان کی ضیافت کی، پھر خدمت نبویؐ میں پہنچائے گئے، فروہ بن مسیک مرادی

نے بھی سعد بن عبادہؓ کے یہاں ٹھہر کر قرآن، فرائض اور شرائعِ اسلام کی تعلیم حاصل کی، رویفع بن ثابت بلوی جو پہلے مدینے میں رہ چکے تھے ان کا بیان ہے کہ میرے قبیلے بنی بلی کا وفد آیا تو میں نے اسے بنی جدیلہ کے مکان میں اتارا اور خاطر تواضع کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گیا۔ ارکان وفد نے آپ کے یہاں قیام کے دوران دین کی تعلیم حاصل کی۔(۲۰)

''صفہ'' دن میں ایک مدرسہ (بلکہ جامعہ) بن جاتا تھا اور رات کو دارالاقامہ اور بورڈنگ، یہاں اعلیٰ تعلیم تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیا کرتے تھے لیکن ابتدائی تعلیم اور لکھنا پڑھنا سکھانا یہ کام نوجوان صحابہ رضاکاروں کے سپرد تھا۔(۲۱)

صفہ میں جو تعلیم ہوتی تھی وہ اسلام کی ابتدائی تعلیم تھی، مدرسہ میں جن چیزوں کی تعلیم ہوتی تھی اس کے متعدد شعبے متعدد لوگوں کے سپرد تھے، کسی کے سپرد یہ کام تھا کہ وہ لکھنا پڑھنا سکھائے، کسی کے سپرد یہ تھا کہ جو لکھنا پڑھنا سیکھ چکے ہیں انہیں اس وقت تک کی نازل شدہ سورتیں سکھائیں۔(۲۲)

وہ ضعفاء مسلمین و فقراء شاکرین جو اپنے فقر پر فقط صابر ہی نہ تھے بلکہ امراء اور اغنیاء سے زیادہ شاکر و مسرور تھے، جب احادیث و فرامین نبویؐ کے سننے کی غرض سے بارگاہ نبویؐ میں حاضر ہوتے تو یہاں ہی پڑے رہتے، اسلامی تاریخ میں ان مقدس شخصیات کو ''اصحابِ صفہ'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ گویا یہ اس بشیر و نذیر کی خانقاہ تھی جس نے بہ ہزار رضا و رغبت فقر کو دنیا کی سلطنت پر ترجیح دی۔ اصحاب صفہ ارباب توکل اور اصحاب تبتل کی ایک جماعت تھی جو لیل و نہار تزکیۂ نفس اور کتاب و حکمت کی تعلیم پانے کے لئے آپؐ کی خدمت میں حاضر رہتی تھی، یہ حضرات اپنی آنکھوں کو آپؐ کے دیدار پر انوار، کانوں کو آپؐ کے کلمات قدسیہ اور جسم کو آپؐ کی صحبت اور معیت کے لئے وقف کر چکے تھے۔

انہیں درس گاہ نبوی کے وقار و تمکنت کا اتنا پاس و لحاظ تھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلقۂ درس میں ہمہ تن گوش رہتے۔ حضرت اسامہ بن شریکؓ کا بیان ہے!

''ایک مرتبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلقۂ درس
میں حاضر ہوا، اس وقت صحابہؓ آپؐ کے اطراف ایسے بیٹھے تھے

جیسے ان کے سروں پر پرندے ہوں“۔(۲۳)

سیّدنا عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ اصحابِ صفہ کی شان میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! میری اُمت کے برگزیدہ اور پسندیدہ اور رفیع المرتبت ذی شان شخصیات کے متعلق ملأ اعلیٰ (ملائکۂ مقربین) نے یہ پیغام رسانی کی ہے کہ وہ حضرات ظاہر میں خدائے عزوجل کی رحمت واسعہ کا خیال کرکے مسرور و محظوظ ہوتے ہیں، مگر خداوندِ ذوالجلال کے عذاب و عقاب کی شدت کے خوف سے ان کے دل مغموم و محزون ہیں وہ شب و روز خدا کے مقدس اور پاکیزہ گھروں یعنی مساجد میں ذکر و فکر میں مصروف اور منہمک رہتے ہیں، ان کی زبانیں رحمتِ خداوندی کی امید و رجاء کی آئینہ دار اور مالک حقیقی کے دیدار کے لئے کے لئے ان کے قلوب اضطراب سیمابی میں مبتلا ہیں۔ لوگوں پر ان کا بار نہایت ہلکا اور خود ان کے نفوس پر بے حد بھاری اور گراں ہے۔ زمین پر نہایت وقار اور طمانیت اور سکون کے ساتھ چلتے ہیں، ان میں تکبر، غرور اور خود آرائی کا نام و نشان تک نہیں، ان کی چال سے تواضع و انکساری اور مسکنت جھلکتی ہے، تلاوتِ قرآن ان کا وردِ زباں، پرانے اور بوسیدہ کپڑے زیب تن کئے رب کریم کی خصوصی رحمتوں سے ہر وقت مالا مال ہوتے رہتے ہیں، حفاظتِ خداوندی ان پر سایہ فگن ہے۔ ان کی روحیں دنیا میں ہیں مگر دل آخرت کی لگن میں۔ فکرِ آخرت نے انہیں دنیا کی عارضی خوشیوں سے بے پرواہ کر دیا ہے۔ قبر اور آخرت کے لئے ہر وقت رختِ سفر باندھے تیار کھڑے ہیں، ایسے ہی قدسی نفوس سے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے!

ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَ خَافَ وَعِيْدِ ۝ (۲۴)

یہ وعدہ اسی کے لئے ہے جس کے دل میں میرے سامنے پیش
ہونے اور میرے عذاب کا خوف شعلہ زن ہے۔

صحابیٔ رسول حضرت ابوسعید خدریؓ کا بیان ہے کہ میں ضعفائے مہاجرین کے ساتھ مجلسِ درس میں بیٹھا تھا، ان میں سے بعض عریانیت کے خوف سے ایک دوسرے کے ساتھ باہم مل کر بیٹھے تھے، اور ایک قاری ہمیں قرآن کی تعلیم دے رہا تھا، اسی دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان آکر کھڑے ہوگئے، آپؐ کو دیکھ کر قاری خاموش

ہوگئے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کرکے پوچھا کہ تم لوگ کیا کر رہے ہو؟ ہم نے کہا یا رسول اللہ! ایک قاری قرآن پڑھ رہا ہے اور ہم سن رہے ہیں، ہمارا جواب سن کر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا!

"الحمدللّٰہ الذی جعل من أمّتی من أمرت أن أصبر نفسی معھم"۔

اللہ کا شکر ہے کہ اس نے میری امت میں ایسے لوگوں کو پیدا کیا ہے جن کے ساتھ مجھے بیٹھنے کا حکم ہے۔

یہ کہہ کر آپؐ ہمارے بیچ میں بیٹھ گئے تاکہ آپؐ ہمارے سامنے رہیں، پھر ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اس طرح بیٹھو، اور حاضرین مجلس اس طرح حلقہ بنا کر بیٹھ گئے کہ سب کا چہرہ آپؐ کی طرف ہوگیا، اور آپؐ نے فرمایا! اے فقرائے مہاجرین! تمہیں بشارت ہو، قیامت کے دن نور تام کی، تم لوگ مال داروں سے آدھے دن پہلے جنت میں داخل ہوگے (اور یہ دن دنیاوی ایام کے حساب سے) پانچ سو سال کا ہوگا۔(۲۵)

ابوالأثر حفیظ جالندھری "صفہ اور اصحابِ صفہ" کے متعلق کیا خوب لکھتے ہیں!

تمنائیں برآتی تھیں یہاں ذوقِ عبادت کی
یہاں پیشانیوں پر مہر لگتی تھی سعادت کی
بہت سے طالبانِ حق گھروں کو چھوڑ کر نکلے
جہانِ ماسوا سے رشتے ناطے توڑ کر نکلے
فقط اللہ واحد کی رضا مطلوب تھی ان کو
فقط دنیا میں حُبِ مصطفیؐ محبوب تھی ان کو
انہیں پروائے زینت تھی نہ دولت سے علاقہ تھا
لباس ان کا تھا غیرت، ان کا دامن فقر و فاقہ تھا
یہ آئے تھے یہاں پر اکتسابِ نور کرنے کو
اشاعتِ نورِ قرآن کی قریب و دور کرنے کو
حضور مصطفیؐ لائے تھے یہ کاسے گدائی کے

ملا وہ کچھ کہ قاسم بن گئے ساری خدائی کے
طلوعِ صبح مشرق کو ملی پائندگی ان سے
ہوا مغرب غریقِ موجۂ شرمندگی ان سے
(۲۶)

اصحاب صفہ کی تعداد کم و بیش ہوتی رہتی تھی علامہ جلال الدین سیوطی نے اصحاب صفہ کی تعداد چار سو تک لکھی ہے۔(۲۷)

حاکم نے "مستدرک" (۲۸) میں اور ابو نعیم نے "حلیۃ الاولیاء" میں ان کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے، مولانا محمد ادریس کاندھلوی نے "سیرت المصطفیٰ" میں ان میں سے چند کے اسمائے گرامی ذکر کیے ہیں جو حسب ذیل ہیں!

۱۔ ابو عبیدہ عامر بن الجراح رضی اللہ عنہ ۲۔ عمار بن یاسر ابو الیقظان رضی اللہ عنہ
۳۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ۴۔ مقداد بن عمر رضی اللہ عنہ
۵۔ خباب بن ارت رضی اللہ عنہ ۶۔ بلال بن رباح رضی اللہ عنہ
۷۔ صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ ۸۔ زید بن خطابؓ (برادر حضرت عمرؓ)
۹۔ ابو مرثد کنان بن حصین عدویؓ ۱۰۔ ابو کبشہ مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
۱۱۔ صفوان بن بیضاء رضی اللہ عنہ ۱۲۔ ابو عبس بن جبر رضی اللہ عنہ
۱۳۔ سالم مولیٰ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ ۱۴۔ مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ
۱۵۔ عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ ۱۶۔ مسعود بن ربیع رضی اللہ عنہ
۱۷۔ عمیر بن عوف رضی اللہ عنہ ۱۸۔ عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ
۱۹۔ ابو لبابہ رضی اللہ عنہ ۲۰۔ سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ
۲۱۔ ابو بشر کعب بن عمرو رضی اللہ عنہ ۲۲۔ خبیب بن سیاف رضی اللہ عنہ
۲۳۔ عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ ۲۴۔ جندب بن جنادہ ابوذر غفاریؓ
۲۵۔ عتبہ بن مسعود ہذلی رضی اللہ عنہ ۲۶۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ
۲۷۔ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ۲۸۔ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ
۲۹۔ ابو الدرداء عویمر بن عامر رضی اللہ عنہ ۳۰۔ عبداللہ بن زید جہنی رضی اللہ عنہ

۳۱۔ حجاج بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ　　۳۲۔ ابو ہریرہ دوسی رضی اللہ عنہ
۳۳ ثوبان مولیٰ رسول اللہ ﷺ　　۳۴۔ معاذ بن الحارث رضی اللہ عنہ
۳۵۔ سائب بن خلاد رضی اللہ عنہ　　۳۶۔ ثابت ودیعہ رضی اللہ عنہ (۲۹)

جبکہ قاضی اطہر مبارکپوری نے اپنی تحقیق کے مطابق (مجموعہ صحیفہ قلمی نمبر ۶۴۴ مکتبہ شیخ الاسلام عارف حکمت مدینہ منورہ سے ۱۱۰۳) صحابِ صفہ کے اسمائے گرامی حروف تہجی کی ترتیب پر ذکر کیے ہیں، ذیل میں انہیں اسی ترتیب پر ذکر کیا جاتا ہے!

(الف)

❀ اسماء بن حارثہ اسلمی ❀ اغر مزنی ❀ اوس بن اوس ثقفی

(ب)

❀ براء بن مالک انصاری ❀ بشیر بن خصاصیۃ ❀ بلال بن رباح حبشی

(ث)

❀ ثابت بن ضحاک انصاری اشہلی ❀ ثابت بن ودیعہ انصاری ❀ ثقیف بن عمرو بن سمیط ❀ ثوبان مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(ج)

❀ جاریہ بن شیبہ بن قرط ❀ جرید بن خویلد ❀ وقیل رباح اسلمی ❀ جبیل بن سراقہ ضمری ❀ جندب بن جنادہ ابوذر غفاریؓ

(ح)

❀ حارثہ بن نعمان انصاری ❀ حجاج بن عمرو اسلمی ❀ حذیفہ بن اسید ابو سریحہ غفاری، ❀ حذیفہ بن یمان ❀ حازم بن حرملہ اسلمی ❀ حبیب بن زید بن عاصم انصاری ❀ حرملہ بن ایاس ❀ حکم بن عمیر ثمالی ❀ حنظلہ بن ابو عامر الراہب انصاری

(خ)

خالد بن زید ابوایوب انصاری ❀ خباب بن ارت ❀ خبیب بن یساف بن عتبہ ابو عبدالرحمٰن ❀ خریم بن اوس طائی ❀ خریم بن فاتک اسدی ❀ خنیس بن حذافہ،

(ذ)

❁ ذوالبجادین عبداللہ مزنی

(ر)

❁ ربیعہ بن کعب اسلمی ❁ رفاعہ بن عبدالمنذر (بن زنبر) ابو لبابہ انصاری

(ز)

❁ زید بن خطاب ابو عبدالرحمٰن

(س)

❁ سالم بن عبید اشجعی، ❁ سالم بن عمیر بن سالم مولیٰ ابو حذیفہ، ❁ سائب بن خلاد، ❁ سعد بن مالک، ❁ ابو سعید خدری، ❁ سعد بن ابی وقاص، ❁ سعید بن عامر بن جزیم جمحی، ❁ سفینہ بن عبدالرحمٰن مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ❁ سلمان فارسی

(ش)

❁ شداد بن اوس، ❁ شقران مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ❁ شمعون ابو ریحانہ ازدی،

(ص)

❁ صفوان بن بیضاء، ❁ صہیب بن سنان

(ط)

❁ طخفہ بن قیس غفاری، ❁ طلحہ بن عمرو نضری، ❁ طلحہ بن عمرو انصاری

(ع)

❁ عامر بن عبداللہ (بن جراح) ابو عبیدہ بن جراح، ❁ عباد بن خالد غفاری، ❁ عبادہ بن قرص و قیل قرط، ❁ عبداللہ بن انیس، ❁ عبداللہ بن ام مکتوم، ❁ عبداللہ بن بدر جہنی، ❁ عبداللہ بن حبشی خثعمی، ❁ عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدی، ❁ عبداللہ بن حوالہ ازدی، ❁ عبداللہ بن عبدالاسد اسدی ابو سلمہ مخزومی، ❁ عبداللہ بن عمر بن خطاب، ❁ عبداللہ بن حرام ابو جابر انصاری سلمی، ❁ عبداللہ بن مسعود، ❁ عبداللہ بن عمیر بن عبس انصاری حارثی، ❁ عبدالرحمٰن بن قرط، ❁ عبید مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم،

❀ عتبہ بن عبد سلمی، ❀ عتبہ بن غزوان، ❀ عتبہ بن منذر سلمی، ❀ عثمان بن مظعون، ❀ عرباض بن ساریہ، ❀ عقبہ بن عامر جہنی، ❀ عکاشہ بن محصن اسدی، ❀ عمار بن یاسر، ❀ عمرو بن تغلب، ❀ عمرو بعثہ سلمی، ❀ عمرو بن عوف مزنی، ❀ عویمر ابو الدرداء، ❀ عویمر بن ساعدہ انصاری، ❀ عیاض بن حماد مجاشعی،

(ف)

❀ فرات بن حیان عجلی، ❀ فضالہ بن عبید انصاری،

(ق)

❀ قرہ بن ایاس ابو معاویہ مزنی،

(ک)

❀ کعب بن عمرو ابو الیسر انصاری، ❀ کناز بن حصین ابو مرثد غنوی،

(م)

❀ مسطح بن اثاثہ بن عباد، ❀ مسعود بن ربیع، ❀ مصعب بن عمیر، ❀ ابو حلیمہ قاری (معاذ بن حارث انصاری قاری)، ❀ معاویہ بن حکم سلمی، ❀ مقداد بن اسود،

(ن)

❀ نضلہ بن عبید ابو برزہ اسلمی،

(ہ)

❀ ہلال مولیٰ مغیرہ بن شعبہ

(و)

❀ وابصہ بن معبد جہنی، ❀ واثلہ بن اسقع

(ی)

❀ یسار ابو فکیہ مولیٰ صفوان بن امیہ

(کنیت)

❀ ابو ثعلبہ خشنی، ❀ ابو رزین، ❀ ابو عسیب مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ❀ ابو فراس سلمی، ❀ ابو کبشہ مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ❀ ابو مویہبہ مولیٰ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم، ❁ابوہریرہ دوسی رضی اللہ عنہم ورضواعنہ (۳۰)

سو سے زائد ''اصحابِ صفہؓ'' کی یہ مختصر فہرست ہے جس میں حضرت ابوہریرہؓ اور ابوسعید خدریؓ جیسے کثیر الروایت حدیث کے ناشر و معلم، عبداللہ بن مسعودؓ اور عبداللہ بن عمرؓ جیسے فقیہ جن کا فقہی مسلک مسلمانوں میں رائج ہوا، ابوعبیدہ بن جراحؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ جیسے عظیم فاتح جن کی امارت میں شام و خراسان اور عجم کی فتوحات ہوئیں، ابوالدرداءؓ اور حضرت ابوذر غفاریؓ، جیسے عباد و زہاد جو زہد و تقویٰ اور صدق و صداقت میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے، یہ تمام حضرات شامل ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے ستر اصحاب صفہ کو دیکھا کہ ان کے پاس چادر تک نہ تھی، فقط تہ بند تھا یا کمبل جسے کبھی اپنی گردنوں پر باندھ لیتے تھے اور کمبل بھی اس قدر چھوٹا تھا کہ کسی کی آدھی پنڈلیوں تک پہنچتا اور کسی کے ٹخنوں تک اور ہاتھ سے اس کو تھامتے کہ کہیں ستر کھل نہ جائے۔ (۳۱)

ایک اور روایت میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اصحابِ صفہ اسلام کے مہمان تھے، نہ ان کا گھرانہ تھا اور نہ ان کے پاس کچھ مال تھا، غرض کہ ان کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ آپؐ کے پاس کہیں سے صدقہ آتا تو اصحاب صفہ کے پاس بھیج دیتے اور خود اس میں سے کچھ نہ لیتے اس لئے کہ صدقہ آپ پر حرام تھا اور اگر ہدیہ آتا تو خود بھی اس سے کچھ تناول فرماتے اور اصحابِ صفہ کو بھی اس میں شریک کیا کرتے، اس وقت آپ کا یہ حکم دینا کے اصحابِ صفہ کو بلا لاؤ، میرے نفس کو کچھ شاق گزرا اور اپنے دل میں کہا یہ ایک پیالہ دودھ کا اصحابِ صفہ کے لئے کافی ہوگا؟ اس دودھ کا تو سب سے زیادہ حقدار میں تھا کہ کچھ پی کر طاقت اور توانائی حاصل کرتا پھر یہ کہ اصحابِ صفہ کے آنے کے بعد مجھ ہی کو اس کی تقسیم کا حکم دیں گے اور تقسیم کے بعد یہ امید نہیں کہ میرے لئے اس میں سے کچھ بچ جائے، لیکن اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کے سوا چارہ نہ تھا۔ چنانچہ اصحابِ صفہ کو بلا کر لایا اور آپؐ کے حکم سے ایک ایک کو پلانا شروع کیا جب سب سیراب ہوگئے تو میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا کہ صرف میں اور تو باقی رہ گئے۔ میں نے عرض کیا بالکل درست ہے، آپؐ نے فرمایا بیٹھ جاؤ اور پینا شروع کرو، میں نے پینا شروع کیا اور آپؐ برابر فرماتے رہے اور پیو اور پیو یہاں

تک کہ میں بول اٹھا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپؐ کو حق دے کر بھیجا اب بالکل گنجائش نہیں، آپؐ نے پیالہ میرے ہاتھ سے لے لیا اور اللہ کی حمد کی اور بسم اللہ پڑھ کر جو باقی تھا اس کو پی لیا۔(۳۲)

فضالہ بن عبیدؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھاتے تو اصحابِ صفہؓ بھوک کی شدت کی وجہ سے کھڑے کھڑے زمین پر گر جاتے تھے اور اعراب انہیں مجنون اور دیوانہ کہتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد ان کے پاس آتے اور تسلی دیتے!

"لوتعلمون مالکم عنداللّٰہ تعالیٰ لأ حببتم أن تزدادوا فاقة و حاجة"۔

اگر تم یہ جان جاؤ کہ اللہ کے یہاں تمہارے لئے کیا اجر و ثواب ہے تو خواہش کرو گے کہ فقر و فاقے میں اور زیادہ مبتلا رہو،(۳۳)

عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں کہ میں ایک سال ابوہریرہؓ کے ساتھ رہا ایک دن فرمانے لگے کاش! تو ہمارا وہ زمانہ بھی دیکھتا کہ جب کئی کئی دن ہم پر ایسے گزرتے تھے کہ اتنا کھانا بھی میسر نہ آتا تھا جس سے ہم کمر ہی سیدھی کر لیں، یہاں تک کہ مجبور ہو کر پیٹ سے پتھر باندھتے تاکہ کمر سیدھی ہو سکے۔(۳۴)

یہ ان کا زہد، ان کا فقر و فاقہ، ان کی مسکینی
یہ ان کا رنگِ استغنا، یہ ان کی خدمت دینی

مقامی طلبہ یعنی اصحابِ صفہؓ کے طعام کا انتظام حضرت ابوہریرہؓ کے ذمہ تھا اور حضرت معاذ بن جبلؓ کھجور کے خوشوں کے منتظم تھے، بیرونی طلبہ یعنی وفود عرب کے طعام کا انتظام حضرت بلالؓ کے ذمہ تھا اور حضرت ثوبانؓ ان کے معاون تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی خاطر تواضع، میزبانی اور حیثیت کا خاص خیال رکھتے تھے۔ وفد بنی حنیفہ دار رملہ میں مقیم تھے، حضرت بلالؓ صبح و شام دونوں وقت ان کا کھانا پہنچاتے تھے، وفد خمیر کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ ان کے قیام کا خصوصی انتظام کر کے ان کی ضیافت کریں، وفد سلامان آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے غلام

ثوبانؓ سے فرمایا کہ جہاں وفود ٹھہرتے ہیں انہیں بھی وہیں ٹھہراؤ۔

وفد عبدالقیس دس دن تک دار رملہ بنت حارث میں مقیم رہا اور اس مدت میں اہتمام سے اس کی ضیافت ہوئی۔ وفد تجیب کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ ان کی ضیافت بہت اچھی طرح کی جائے، وفد محارب دار رملہ بنت حارث میں مقیم تھا اور حضرت بلالؓ صبح شام ان کا کھانا پہنچایا کرتے تھے۔ وفد بکار کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور خاص قیام اور ضیافت کا حکم دیا۔

وفود کے ارکان بعض اوقات بہت زیادہ ہوتے تھے اور سب کے قیام و طعام اور آرام کا اطمینان بخش انتظام نہیں کیا جاسکتا تھا، وفد عبدالقیس میں بیس افراد وفد تمیم میں گیارہ مرد، گیارہ عورتیں اور تیس بچے تھے، ایک روایت کے مطابق کل اسی یا نوے افراد تھے، وفد بجیلہ میں ایک سو پچاس، وفد نخع میں دو سو اور وفد مزینہ میں چار سو افراد شامل تھے، اس کے ساتھ ساتھ عربوں کی روایت کے مطابق وفد کے افراد کو بعض اوقات بقدر استطاعت حیثیت کا لحاظ کر کے عطایا اور ہدایا سے نوازا جاتا تھا، بالفاظ دیگر بیرونی طلبہ کی آمد و رفت اور زاد سفر کے اخراجات درس گاہ سے دیئے جاتے تھے۔(۳۵)

انصار میں حضرت سعد بن عبادہؓ اصحاب صفہؓ اور وفود عرب کے قیام و طعام میں سب سے آگے تھے، زمانۂ جاہلیت سے ان کے آباء و اجداد اور وہ خود جود و سخا میں مشہور تھے، ہر روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ طیبہ آنے کے بعد سعد بن عبادہؓ کے یہاں سے آپؐ کے پاس کھانے کے خوان آیا کرتے تھے، ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شام کو ہمارے پاس تشریف لاتے تھے اور ایک صحابی کے ساتھ ایک یا زیادہ اہل صفہ کو بھیج دیا کرتے تھے، بعض اوقات تقریباً دس آدمی بچ جاتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانا لایا جاتا تو سب مل کر کھاتے اور آپؐ ان سے کہتے!

"ناموافی المسجد" جاؤ مسجد میں جاؤ،

سعد بن عبادہؓ ہر رات ۸۰، اصحاب صفہ کو کھانا کھلاتے تھے۔(۳۶)

انصارِ مدینہ اپنے باغات سے "اصحابِ صفہؓ" کے لئے کھجوروں کے خوشے بھیجا کرتے تھے، جو مسجد نبویؐ کے دو ستونوں کے درمیان رسی پر لٹکا دیئے جاتے تھے، اور اصحابِ

صفہؓ ان خوشوں سے کھجوریں توڑ توڑ کر کھایا کرتے تھے، اس کے نگراں حضرت معاذ بن جبلؓ تھے۔ یہ رسم ایک عرصے تک جاری رہی اور اہل مدینہ اپنے باغات کی کھجوروں کے خوشے مسجد نبویؐ میں رسّی پر لٹکاتے تھے اور نمازی انہیں کھا کر اپنی بھوک مٹاتے تھے۔(۳۷)

''صفہ'' کے حلقۂ درس کے سب سے ممتاز طالب علم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا شمار ان صحابہؓ میں کیا جاتا ہے جو علم حدیث کے اساطین سمجھے جاتے ہیں، آپ بالاتفاق صحابۂ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کی جماعت میں سب سے بڑے حافظ حدیث تھے، اگرچہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت انس بن مالکؓ بھی حفاظ میں ممتاز درجہ رکھتے تھے لیکن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو کثرت روایت میں ان پر بھی تفوق حاصل تھا خود ''صفہ'' کے معلم اول رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ابو ہریرہؓ علم کا ظرف ہیں۔(۳۸)

آپ خود جیسے علم کے شائق تھے چاہتے تھے کہ ہر مسلمان کے دل میں طلب علم کا یہی جذبہ پیدا ہو جائے۔ ایک روز بازار جا کر لوگوں کو پکارا کہ تمہیں کس چیز نے مجبور کر رکھا ہے؟ لوگوں نے پوچھا کس شے سے؟ کہا! وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث تقسیم ہو رہی ہے اور تم لوگ یہاں بیٹھے ہو، لوگوں نے پوچھا کہاں؟ فرمایا مسجد میں، چنانچہ سب دوڑ کر مسجد آئے، جہاں کچھ لوگ نماز پڑھ رہے تھے، کچھ قرآن پاک کی تلاوت میں مصروف تھے، کچھ حلال و حرام پر گفتگو کر رہے تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ گویا ہوئے!

> تم لوگوں پر افسوس ہے، یہی تمہارے نبیؐ کی میراث ہے۔(۳۹)

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت کردہ احادیث (مرویات) کی مجموعی تعداد ۵۳۷۴ ہے۔ احادیث نبویؐ کے عظیم الشان ذخیرہ کی مناسبت سے آپ کے رواۃ و تلامذہ کا دائرہ بھی وسیع تھا۔ اکابر صحابہؓ میں حضرت زید بن ثابتؓ، ابو ایوب انصاریؓ، عبداللہ بن عباسؓ، عبداللہ بن عمرؓ، ابی بن کعبؓ، انس بن مالکؓ، ابو موسیٰ اشعریؓ، عبداللہ بن زبیرؓ، جابر بن عبداللہؓ، ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ، تابعین میں سعید بن مسیبؒ، حسن بصریؒ، محمد بن سیرین، سلیمان بن یسار، طاؤس، عکرمہ، مجاہد، عطا، عامر شعبی، عطاء بن یسار، موسیٰ بن یسار، وغیرہ

کے نام قابل ذکر ہیں۔ صحابہؓ اور تابعینؒ میں آپؓ کے رُواۃ کی تعداد ۸۰۰ سے متجاوز ہے۔(۴۰)

دیگر اکابر اور علمائے صحابہؓ کے مقابلہ میں حضرت ابوہریرہؓ کے کثرت علم اور وسعت معلومات کا سبب یہ تھا کہ ان کو اس قسم کے مواقع حاصل تھے جو دوسرے صحابہؓ کو حاصل نہ تھے۔ آپ خود اپنی کثرت روایت کے اسباب بیان کرتے ہیں کہ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ ابوہریرہ بہت حدیثیں بیان کرتا ہے، حالانکہ مہاجرین و انصار ان حدیثوں کو نہیں بیان کرتے۔ مگر معترضین اس پر غور نہیں کرتے کہ ہمارے مہاجر بھائی بازاروں میں اپنے کاروبار میں لگے رہتے تھے اور انصار اپنی زراعت کی دیکھ بھال میں سرگرداں رہتے تھے۔ میں محتاج آدمی تھا میرا سارا وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں گزرتا تھا اور جن اوقات میں وہ لوگ موجود نہ ہوتے تھے اس وقت بھی میں موجود رہتا تھا۔ دوسرے جن چیزوں کو وہ بھلادیتے تھے میں ان کو یادرکھتا تھا۔(۴۱)

صفہ کے علمی فیضان کی بدولت اس حقیقت کے باوجود کہ ابتداً نہ تعلیمی ادارے عام تھے اور نہ ہی تعلیمی سہولتیں موجود تھیں صحابۂ کرامؓ نے حصول علم کا سلسلہ جاری رکھا۔

''صفہ'' کے علمی فیضان اور وسیع تر فروغ علم ہی کا اثر تھا کہ صحابۂ کرامؓ کی ایک بڑی جماعت حفظ قرآن کے منصب جلیل پر فائز ہو چکی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیّد الحفاظ تھے اور آپؐ کے بہت سے تلامذہ حافظ قرآن تھے۔

چنانچہ مہاجرین میں!

حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت ابن مسعودؓ، حضرت حذیفہؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت ابن عمرؓ، حضرابن عباسؓ، حضرت عمرو بن عاصؓ، حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ، حضرت معاویہؓ، حضرت ابن زبیرؓ، حضرت عبداللہ بن سائبؓ، حضرت عائشہ صدیقہؓ، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہم،

اور انصارؓ میں!

حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت ابو الدرداءؓ، حضرت مجمع بن حارثہؓ، حضرت انس بن مالکؓ، حضرت ابوزید و قیس بن سکن رضی

اللہ عنہم حفاظ قرآن ہیں۔

گو کہ ان صحابہؓ میں سے بعض نے وصال نبویؐ کے بعد قرآن یاد کیا۔ حفاظ صحابہؓ کی کثرت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ عہد نبویؐ میں بئر معونہ کے المیہ میں ستر حفاظ صحابہؓ شہید ہوئے اور عہد صدیقیؓ میں جنگ یمامہ میں بھی اسی تعداد میں حفاظ صحابہؓ شہید ہوئے تھے مذکورہ حفاظ قرآن کے علاوہ اور بہت سے صحابہؓ حافظ قرآن تھے۔(۴۲)

جبکہ بعض صحابہ کرامؓ نے معلم کتاب و حکمت صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کی تاویل و تفسیر (علوم القرآن) کی تعلیم حاصل کی تھی اور وہ اس حوالے سے شہرت رکھتے تھے۔ علامہ جلال الدین سیوطی نے ''الاتقان فی علوم القرآن'' میں اس حوالے سے مذکورہ ذیل صحابہؓ کی تصریح کی ہے!

حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت اُبی بن کعب، حضرت زید بن ثابت، حضرت ابو موسیٰ اشعری، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم۔(۴۳)

امام بخاریؒ نے صحابہ کرامؓ کی تفسیری روایات کو یکجا کر کے ''کتاب تفسیر القرآن'' کے عنوان سے صحیح بخاری میں ایک مستقل عنوان قائم کیا ہے۔

مذکورہ بالا اکابر صحابہؓ کے علاوہ چند دیگر صحابہؓ سے بھی تفسیری روایات منقول ہیں، لیکن وہ کم ہیں اور انہیں زیادہ شہرت حاصل نہیں ہوئی، ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں!

حضرت انس بن مالکؓ، حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت جابر بن عبداللہؓ، حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ، حضرت عائشہ صدیقہؓ۔(۴۴)

دوسری طرف متعدد سیرت نگاروں اور تذکرہ نویس و مورخین نے ''مفتیان نبویؐ'' کے عنوان سے خاص فصلیں قائم کی ہیں جن میں ان صحابہ کرامؓ کا تذکرہ کیا گیا ہے، جو عہد نبویؐ کی مثالی درس گاہ ''صفہ'' کے وسیع تر علمی فیض واثر کی بدولت فقہ و اجتہاد اور فتاویٰ کے حوالے سے قابل ذکر شہرت کے حامل ہوئے۔

ابن سعد نے مختلف روایات میں ایسے آٹھ صحابہ کرامؓ کا تذکرہ کیا ہے، جو عہد نبویؐ

میں فتوے دیتے اور دینی فیصلے صادر کرتے تھے۔ ان میں خلفائے راشدینؓ کے علاوہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، معاذ بن جبلؓ، ابی بن کعبؓ اور زید بن ثابتؓ شامل تھے۔ ابن جوزی نے عہد نبویؐ کے مفتیان گرامی کی تعداد تیرہ بتائی ہے اور مذکورہ بالا صحابہ کرامؓ کے علاوہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حذیفہ بن یمانؓ، ابوالدرداءؓ، ابو موسیٰ اشعریؓ اور حضرت سلمان فارسیؓ کے اسمائے گرامی کا اضافہ کیا ہے۔ ایک اور ماخذ کے مطابق کم از کم چودہ، پندرہ صحابہؓ فتویٰ دینے کے مجاز تھے۔ ان میں نئے اسمائے گرامی کے علاوہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ، اور ابو ہریرہؓ، انس بن مالکؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ہیں۔ جبکہ ایک اور روایت میں مشہور صحابی حضرت عمار بن یاسرؓ کو بھی انہی اہل علم میں شامل کیا گیا ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی نے عہد نبویؐ کے مفتیان کرام کی جو فہرست دی ہے اس میں پچیس صحابہ کرامؓ کے نام مذکور ہیں اور دعویٰ کیا ہے کہ ان اہل فتاویٰ میں سے متعدد حضرات و خواتین کے فتاویٰ کو کئی ضخیم جلدوں میں مدوّن کیا جاسکتا ہے۔ اس فہرست میں جن نئے صحابہ کرامؓ کے اسمائے گرامی آئے ہیں ان میں ! حضرت عبداللہ بن عمر، سعد بن ابی وقاص، عبداللہ بن عمرو بن عاص، جابر بن عبداللہ، ابوسعید خدری، زبیر بن عوام، عمران بن حصین، ابوبکر، عبادہ بن صامت، معاویہ بن ابی سفیان، عبداللہ بن زبیر اور ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔

ایک روایت کے مطابق عہدِ نبویؐ کے مفتیوں کی تعداد ایک سو بیس سے متجاوز تھی۔(۴۵)

مفتیانِ نبویؐ کی مندرجہ بالا روایات ایک دوسرے کے منافی نہیں بلکہ مؤید و مصدق ہیں، حقیقت تو یہ ہے کہ تمام اکابر صحابہ کرامؓ جو اہلِ علم تھے اور صحبتِ نبوی اور علومِ نبوی سے فیض یاب ہوئے تھے افتاء کے اہل تھے اور حقیقتاً فتویٰ دیتے تھے، چنانچہ اسلامی فتوحات کا دائرہ وسیع ہونے کے بعد مختلف اسلامی ممالک میں صحابہ کرامؓ نے جو دینی خدمات انجام دیں ان سے اس امر کی بخوبی تصدیق ہوتی ہے۔(۴۶)

"صفہ" کے ہمہ گیر علمی فیضان کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ "اصحاب صفہؓ" میں سے بعض علومِ نبوت یعنی کتاب و سنت اور فقہ و فتویٰ کے ترجمان و معلم ہونے کے ساتھ

ساتھ دیگر علوم والسنہ کے بھی عالم تھے۔ چنانچہ ''صفہ'' کے بالواسطہ یا بلاواسطہ فیضِ علمی کی بدولت علوم والسنہ کے ماہر پیدا ہوئے یا انہیں مزید جلا عطا ہوئی۔ مثلاً! علم الانساب میں سیدنا ابو بکر صدیقؓ، ابوالجہم بن حذیفہؓ، جبیر بن مطعمؓ سب سے بڑے عالم تھے۔ ان کے علاوہ حضرت عثمان بن عفانؓ، علی بن ابی طالبؓ اور عقیل بن ابی طالبؓ بھی اس میں نمایاں مقام رکھتے تھے۔ زید بن ثابتؓ سریانی زبان کے عالم تھے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے صرف سترہ دن میں اس زبان میں لکھنے پڑھنے کی مہارت حاصل کرلی تھی، جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے۔ ابو بکر صدیقؓ تعبیر رؤیا میں سب سے آگے تھے، عبداللہ بن عباسؓ حدیث، تفسیر، مغازی، اشعار اور ایام عرب میں جامعیت کے مالک تھے اور ایک ایک دن سب کا علیحدہ علیحدہ درس دیتے تھے۔ ابوالدرداءؓ حدیث، فقہ، فرائض، حساب اور اشعار عرب کے جامع عالم و معلم تھے۔ حضرت عقبہ بن عامرؓ جہنیؓ جامع قرآن قاری، فرائض و فقہ کے عالم، شاعر، کاتب اور فصیح و بلیغ جلیل القدر محدث تھے۔ ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ بھی حدیث و فقہ و فرائض کے ساتھ انساب عرب، اشعار عرب اور علوم نبویؐ میں مرجع تھیں۔(۴۷)

صہیب بن سنان رومیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مغازی اور اسفار کے خاص راوی تھے اور اپنے شاگردوں سے صرف ان ہی کو بیان کرتے تھے، عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سریانی اور عبرانی زبان سے واقف تھے اور تورات پڑھتے تھے۔ حضرت ابوہریرہؓ نے تورات نہیں پڑھی تھی لیکن اس کے مضامین سے اچھی طرح واقف تھے، اس کی شہادت کعب احبارؓ نے دی ہے، وہ فارسی اور حبشی کے بھی عالم تھے۔

سلمان فارسیؓ کی مادری زبان فارسی تھی، ایک روایت کے مطابق اہل فارس نے ان سے سورۂ فاتحہ کے فارسی ترجمے کی خواہش کی تو ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' کا ترجمہ ''بنام یزداں بخشایندہ'' کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا اور اہل فارس نے اس ترجمہ کو پڑھنا شروع کیا اور جب ان کی زبان میں نرمی پیدا ہوگئی تو عربی میں پڑھنے لگے۔(۴۸)

ترمذی کی روایت کے مطابق خود حضرت زید بن ثابتؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''سریانی'' زبان سیکھنے کا حکم دیا تھا، چنانچہ ان کا بیان ہے!

امرنی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم أن أتعلّم السّریانیة-(۴۹)

انتہائی تنگ دستی اور غربت کے عالم میں زندگی بسر کرنے والے مسلمانوں نے بھی حصول علم کو فوقیت دی اور اس شعبہ میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔ تعلیمی وسائل سے محروم یہی مسلمان چند برسوں میں اتنا ممتاز مقام حاصل کر گئے کہ جہاں جہاں ان کے قدم پہنچے وہاں تعلیم و تربیت کے اعلیٰ مراکز قائم ہوگئے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے فوراً بعد ہی مسند درس و ارشاد قائم ہو چکی تھیں جہاں تعلیمی اعتبار سے مرکز فضیلت سمجھا جاتا تھا۔ یہ مراکز مختلف شہروں میں قائم تھے۔

چنانچہ وصال نبویؐ کے بعد خلافت راشدہ میں فتوحات کا دائرہ وسیع ہوا تو نئے مفتوح علاقوں میں جہاں دیگر کبار صحابہؓ نے اقامت اختیار کی ان میں "اصحاب صفہؓ" کا کردار بھی قابل ذکر اہمیت رکھتا ہے۔ بلاد اسلامی میں اقامت گزیں صحابہؓ نے امارت، قضاء، تعلیم، جہاد اور علوم نبویؐ کی تعلیم و تبلیغ میں قابل ذکر خدمات انجام دیں۔ ابو حاتم رازی "کتاب الجرح والتعدیل" کے مقدمے میں لکھتے ہیں!

ثم تفرقت الصحابة رضی اللّٰه عنهم اجمعین فی النواحی والأ مصار والثغور، وفی فتوح البلدان والإ مارة والقضاء والأ حکام فبثّ کل واحد منهم فی ناحیته وبالبلد الذی هوبه ماوعاه وحفظه عن رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم و حکموا بحکم اللّٰه عزوجل و امضوا الا مور علی ماسن رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم و افتوا فی ماسئلو اعنه مما حضرهم من جواب رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم عن نظائر ها من المسائل و جرّدوا أنفسهم مع حسن النیة والقربة إلی اللّٰه تقدّس اسمه لتعلیم الناس الفرائض و الأ حکام والسنن والحلال و الحرام حتی قبضهم اللّٰه عزّوجل

رضوان اللّٰہ و مغفرتہ ورحمتہ علیھم اجمعین (۵۰)

حضرات صحابہؓ عالم اسلام کے اطراف و نواحی، بلاد و امصار، سرحدات میں اور فتوحات امارت، قضاء اور تبلیغ احکام کے سلسلہ میں پھیل گئے، اور ان میں سے ہر ایک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ سنا، دیکھا اور یاد کیا تھا سب کو عام کیا، اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے موافق ہر معاملہ میں عمل کیا اور ان سے کئے گئے سوال میں وہی فتویٰ دیا جو اس جیسے سوال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا۔ لوگوں کو فرائض، احکام، سنن، حلال، حرام کی تعلیم کے لئے حسن نیت اور تقرب خداوندی کے جذبے کے ساتھ اپنے آپ کو وقف کر دیا اور اسی میں زندگی بسر کی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اٹھالیا۔

قاضی اطہر مبارکپوری (علامہ جلال الدین سیوطی/تدریب الراوی ص ۴۰۵/۴۰۶ مطبوعہ مصر کے حوالے سے) لکھتے ہیں!

عہد خلافت راشدہ میں فتوحات کا سلسلہ وسیع ہوا تو مستقل معلمین عمال کے ساتھ روانہ کئے گئے۔ چنانچہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ بصرہ کے عامل بنائے گئے تو حضرت عمران بن حصینؓ قرآن مجید و شریعت اسلامی کی تعلیم کے لئے ان کے ساتھ بھیجے گئے، اسی طرح شام کی فتح کے بعد مختلف شہروں میں عمال کے علاوہ قرآن کے معلمین کا تقرر ہوا، حضرت عبادہ بن صامتؓ نے معلم قرآن کی حیثیت سے حمص میں قیام فرمایا، حضرت معاذ بن جبلؓ فلسطین روانہ ہوئے اور حضرت ابوالدرداءؓ نے دمشق میں اقامت فرمائی۔ (۵۱)

ان معلمین نے مفتوح شہروں میں تعلیم کے لئے مکاتب قائم کئے اور درس وتدریس کا سلسلہ جاری ہو گیا، لوگ جوق در جوق علم کی تحصیل کے لئے ان کے درس میں شریک ہوتے، حضرت ابوالدرداءؓ کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ جب وہ دمشق کی جامع مسجد میں درس کے لئے بیٹھتے تو طلبہ کا اس قدر ہجوم ہوتا تھا کہ گویا کسی بادشاہ کے استقبال کے لئے

لوگ جمع ہوئے ہیں، صحابہؓ جہاں بیٹھتے، محفل کی شمع بن جاتے اور لوگ حصول علم کے لئے پروانوں کی طرح ان پر گرتے، ابو ادریس خولانی بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک مرتبہ حمص کی مسجد میں گئے تو ۳۲ صحابہؓ ایک مجلس میں تشریف فرما تھے وہ یکے بعد دیگرے اپنی روایتیں سناتے رہے اور لوگ ہمہ تن گوش سنتے رہے۔(۵۲)

صحابۂ کرامؓ نے علوم نبویؐ کی ترویج واشاعت کی خدمت مستقل طور پر انجام دی، جو جس شہر میں قیام پزیر تھے انہوں نے وہاں کی مساجد میں روایت و سماع کے لئے حلقے قائم کئے۔ مثلاً! حضرت جابر بن عبداللہؓ مسجد نبویؐ میں مستقل طور پر درس دیتے تھے، حضرت ابوالدرداءؓ دمشق کی مسجد میں بیٹھتے تھے۔ حضرت خزیمہ بن اسحاقؓ کوفہ کی مسجد میں درس دیا کرتے تھے۔ کتاب و سنت کی تعلیم و اشاعت کے ساتھ جب مختلف نئی صورتوں اور ضرورتوں میں کتاب وسنت پر قیاس کرکے مسائل کے استنباط کی ضرورت پڑی تو ایسے اہل علم متعین کئے گئے جو اس خدمت کو اپنی دینی اور علمی بصیرت سے انجام دیں اور لوگوں کو مسائل کے استنباط کے طریقے بتائیں، چنانچہ مختلف صحابہؓ اس خدمت پر مامور ہوئے اور ان کے ذریعہ علم فقہ کی اشاعت ہوئی۔ مثلاً حضرت عبدالرحمٰن بن قاسمؓ شام میں، حضرت عبداللہ بن معقلؓ اور حضرت عمران بن حصینؓ بصرہ میں، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ مدائن میں اور حضرت حبان بن جبلہؓ مصر میں اس خدمت پر مامور تھے۔(۵۳)

جیسا کہ معلوم ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ میں سے قراء و معلمین کی بطور خاص نشان دہی فرماکر ان سے تحصیل علم کی تاکید فرمائی تھی اور آپ کے بعد ان حضرات نے دینی تعلیم و تربیت کے حلقات و مجالس قائم کیں اور امت میں انہیں دینی و علمی سیادت و مرجعیت حاصل رہی۔ ان کا بڑا طبقہ مرکز اسلام مدینۂ منورہ میں تعلیم و تعلّم میں سرگرم رہا۔ بہت سے صحابۂ کرامؓ نے مکہ مکرمہ، کوفہ، بصرہ، شام، مصر وغیرہ میں اپنی مجالس اور حلقے جاری کئے اور ان تمام کلیات کا تعلق جامعہ مدینہ "صفہ" سے رہا۔

قاضی اطہر مبارکپوریؒ نے عہد صحابہؓ کی ایسی ۲۵ باضابطہ درس گاہوں کا تفصیل سے تذکرہ کیا ہے، ذیل میں ان درس گاہوں کے نام ذکر کئے جاتے ہیں!

☆ درس گاہ حضرت ابی بن کعب انصاریؓ، مدینۂ منورہ، ☆ درس گاہ عبادہ بن

صامتؓ شام، ☆ درس گاہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ مدینۂ منورہ، ☆ درس گاہ حضرت براء بن عازبؓ، مدینہ، کوفہ، ☆ درس گاہ حضرت جابر بن عبداللہؓ، مدینۂ منورہ، ☆ درس گاہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ، ☆ درس گاہ حضرت ابوہریرہؓ دوسی، مدینہ منورہ، ☆ درس گاہ حضرت ابو سعید خدریؓ، مدینۂ منورہ، ☆ درس گاہ حضرت سہل بن سعد ساعدیؓ، مدینۂ منورہ، ☆ درس گاہ حضرت زید بن ثابتؓ، مدینۂ منورہ، ☆ درس گاہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، مدینۂ منورہ، کوفہ، ☆ درس گاہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ، مدینہ منورہ، ☆ درسگاہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ، مدینۂ منورہ، ☆ درس گاہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ، مدینۂ منورہ، ☆ درس گاہ حضرت ابوالدرداءؓ، مدینہ، شام، ☆ درس گاہ حضرت معاذ بن جبلؓ، حمص، ☆ درس گاہ حضرت انس بن مالکؓ، مدینہ، بصرہ، ☆ درس گاہ ابو موسیٰ اشعریؓ، کوفہ، بصرہ، ☆ درس گاہ حضرت عقیل بن ابوطالبؓ، مدینہ، ☆ درس گاہ حضرت عمران بن حصینؓ، بصرہ، ☆ درس گاہ حضرت عبداللہ بن مغفلؓ، بصرہ، ☆ درس گاہ عبدالرحمٰن بن غنمؓ، شام، ☆ درس گاہ حضرت ابوامامہ باہلیؓ، شام، ☆ درس گاہ حضرت واثلہ بن اسقعؓ، دمشق، ☆ درس گاہ حضرت عقبہ بن عامر جہنیؓ، مصر۔(۵۴)

عالم اسلام کا کوئی علاقہ یا شہر ایسا نہیں تھا جس میں صحابہؓ نہ پہنچے ہوں، کتنے حضرات وہیں رہ گئے اور بعض حضرات مہینوں یا چند سالوں تک رہے اور ان تمام نے اپنے اپنے علم و معلومات کے مطابق علوم نبوی کی ترویج و اشاعت میں اپنا ہر ممکن اور لافانی کردار ادا کیا۔ ایک قول کے مطابق تیس ہزار صحابہؓ مدینۂ منورہ میں اور تیس ہزار صحابہؓ عرب کے قبائل میں تھے، ولید بن مسلم کا بیان ہے کہ ملک شام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے والی دس ہزار آنکھیں تھیں، صرف حمص میں پانچ سو صحابہؓ تھے، قتادہ کا بیان ہے کہ کوفے میں ایک ہزار پچاس صحابہؓ آئے ان میں چودہ بدری صحابہؓ تھے، ایک روایت میں ہے کہ کوفہ میں اصحاب شجرہ میں سے تین سو اور اصحاب بدر میں سے ستر صحابہؓ آئے۔ اسی طرح مختلف مقامات میں درس گاہ نبوت کے فضلاء نے علوم نبویؐ کی ترویج و اشاعت میں بھرپور حصہ لیا۔(۵۵)

علوم نبوی ﷺ کی ترویج و اشاعت اور عالم اسلام میں مدارس و جامعات کے قیام

میں اصحاب صفہ کی خدمات و مساعی شامل تھیں جو براہ راست معلم کتاب و حکمت کے فیض علمی سے فیض یافتہ تھے۔

ان اداروں سے ایسے افراد وابستہ تھے جنہیں درس و تدریس کا وسیع تجربہ تھا۔ ان شخصیات کو آج بھی نہ صرف عالم اسلام بلکہ پوری دنیا کے عظیم ماہرین تعلیم کا پیشوا سمجھا جاتا ہے۔

یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ صفہ (مسجد نبویؐ) میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع ہونے کے بعد رفتہ رفتہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی اور مقامات پر ایسے ادارے قائم کرنا شروع کئے۔

چنانچہ مسجد نبویؐ کی مرکزی درس گاہ "صفہ" کے قیام کے ساتھ ہی عہد رسالتؐ میں جگہ جگہ تعلیم و تعلم کا انتظام شروع ہو چکا تھا۔ مدینہ منورہ میں مسجدوں، محلوں، قبیلوں، مجلسوں حتیٰ کہ راستوں میں تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری تھا اور کتاب و سنت اور فقہ کے مذاکرے ہوتے تھے، مدینے میں گھر گھر قرآن کی تعلیم کا رواج ہو گیا، خانگی مکاتب جاری ہو گئے، صحابہؓ اور ان کے لڑکے، پوتے اور بیویاں تک قرآن کی تعلیم سے بہرہ ور ہو گئیں۔

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علمِ دین اٹھ جانے کی بات کہی تو صحابہؓ نے حیرت اور تعجب کے ساتھ سوال کیا کہ علم باوجود اس قدر اشاعت کے کیسے اٹھ جائے گا؟ زیاد بن لبید سے منقول ہے!

"قالو! یا رسول اللہ و کیف یذھب العلم ونحن نقرأ القرآن، و نقرأہ ابنائنا و یقرأہ ابنا ؤ ناأبنائھم" (۵۶)

صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! علم کیسے ختم ہو جائے گا؟ ہم قرآن پڑھتے ہیں، اپنے لڑکوں کو پڑھاتے ہیں اور ہمارے لڑکے اپنے لڑکوں کو پڑھاتے ہیں۔

اس روایت سے مدینہ میں خانگی مکاتب کی کثرت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

یہ درس گاہیں مختلف قبائل اور ان کی مساجد میں قائم کی گئی تھیں، مدینہ کی مساجد کے امام عام طور سے قرآن کی تعلیم دیا کرتے تھے جس میں رات اور دن کی قید نہیں تھی، درس گاہ نبویؐ "صفہ" کے فضلاء امام مقرر کئے جاتے جو امامت کے فرائض کی انجام دہی کے

ساتھ ساتھ تعلیم بھی دیتے تھے۔

مختلف حوالوں سے ایسی نو مساجد کی تصدیق ہوتی ہے۔ جنہیں تعلیمی مقاصد کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ یہ مساجد ایک دوسرے سے تھوڑے فاصلے پر قائم تھیں، اس طرح ہر مسجد کے گردو نواح میں رہنے والوں کے لئے اسلامی تعلیمات اور درس و تدریس کی ضروریات انہی سے پوری ہوتی تھیں۔ ابتدائی دور میں قائم ہونے والی ان مساجد کے نام یہ ہیں۔

۱۔ مسجد بنی عمرو بن مبذول ۲۔ مسجد بنی ساعدہ

۳۔ مسجد بنی عبید ۴۔ مسجد بنی زریق

۵۔ مسجد بنی سلمہ ۶۔ مسجد غفار

۷۔ مسجد سالم ۸۔ مسجد جھینہ

۹۔ مسجد بنی راتج بن عبدالأشہل

جیسا کہ ان مساجد کے ناموں سے عیاں ہے کہ ان کا تعلق مختلف عرب قبائل، خاندانوں اور ان کے علاقوں سے تھا، اس طرح کم و بیش تمام ہی لوگوں کے لئے ان میں تعلیم حاصل کرنے کے مواقع فراہم کر دیئے گئے تھے، یہ سلسلہ روز افزوں بڑھتا گیا اور کئی ایسے مدرسے بھی قائم ہوئے جنہیں انصار مدینہ نے تعمیر کیا۔ (۵۷)

یہ دل چسپ حقیقت ہے کہ اصحاب صفہؓ، مرکز اوّل صفہ اور ان مدنی مراکز علم و دانش سے فیض یاب ہو کر ایک دن پھر خود ہی مسند تعلیم و ارشاد پر فائز ہوئے۔ کئی روایات میں صراحت آتی ہے کہ تقریباً ۸۰ معلمین و مبلغین جنہوں نے بئر معونہ اور واقعہ رجیع کے المیوں میں شہادت پائی اسی مدرسہ علم و دانش کدۂ نبویؐ "صفہ" کے فیض یافتہ تھے۔ حضرت ابوہریرۃؓ (جن کے علمی فیضان اور صفہ سے ان کی علمی وابستگی کا ذکر گزر چکا ہے) اسی کے پروردہ تھے۔ بعد کے ادوار میں صفہ کے متعدد فراغت یافتہ معلمین نے علم و دانش اور اسلامی علوم کی مشعلیں متعدد مقامات اور اسلامی دنیا میں روشن کیں اور اطراف ممالک میں علوم نبویؐ کی ترویج و اشاعت میں ہر ممکن کردار ادا کیا۔ (۵۸)

عہد نبویؐ کی اس مثالی اور تاریخی درس گاہ صفہ کو اسلامی تاریخ میں مدارس و

جامعات اور دینی اداروں کے رہنما کی حیثیت حاصل رہی ہے۔ اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں علیٰ منہاج النبوۃ قائم کئے گئے مدارس، دینی اداروں اور جامعات کے تعلیمی نظام میں ان بیشتر اصولوں اور خصوصیات کو بنیاد بنایا گیا جو تاریخ اسلام کی اس تاریخی درس گاہ کا طرۂ امتیاز تھیں۔

ملی خاکستر یونان کو تابندگی ان سے
علوم مردۂ ماضی میں آئی زندگی ان سے
یہی اصحابِ صفہ عکس تھے انوار رحمت کے
وجود پاک تھے ان کے مکاتب درسِ حکمت کے
(۵۹)

حواشی و حوالہ جات

۱۔ العلق /۱-۳،

۲۔ البقرہ /۱۵۱،

۳۔ ابن ماجہ / السنن ۱/ ۸۳، (باب فضل العلماء والحث علیٰ طلب العلم) دار احیاء التراث العربی بیروت، خطیب بغدادی / الفقیہ والمتفقہ ۱/ ۱۰، ۱۱ مطبوعہ بیروت، عبدالفتاح ابو غدۃ / الرسول المعلم وأسالیبہ فی التعلیم ص ۹، ص ۱۰، مکتبہ غفوریہ کراچی ۱۹۹۹ء،

۴۔ بخاری / الجامع الصحیح، نور محمد اصح المطابع کراچی،

۵۔ قاضی اطہر مبارکپوری / خیر القرون کی درس گاہیں اور ان کا نظام تعلیم و تربیت ص ۱۱، شیخ الہند اکیڈمی انڈیا ۱۹۹۵ء

۶۔ ایضاً ص ۳۷،

۷۔ ابن ہشام / السیرۃ النبویۃ ۱/ ۴۳۴، مطبوعہ مصر ۱۹۳۷ء،

۸۔ البقرہ /۱۵۱،

۹۔ نصیر احمد ناصر / پیغمبر آخر و اعظمؐ ص ۴۱۶، فیروز سنز لاہور،

۱۰۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ / خطبات بہاولپور ص ۲۴۸، ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد، ۱۹۹۲ء

۱۱۔ محمد لبیب البتونی / رحلۃ الحجازیۃ ص ۲۴۰، مطبع الجمالیہ مصر ۱۳۲۹ھ

۱۲۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ / عہد نبویؐ میں نظام حکمرانی ص ۱۹۶، اردو اکیڈمی کراچی، ۱۹۸۷ء

۱۳۔ بخاری / الجامع الصحیح (باب التناول فی العلم) مطبوعہ قاہرہ،
۱۴۔ قاضی اطہر مبارکپوری / خیر القرون کی درس گاہیں ص ۴۴،
۱۵۔ ایضاً ص ۴۸،
۱۶۔ حاکم / المستدرک ۱ / ۱۲۷، مطبوعہ حیدر آباد دکن،
۱۷۔ ابن سعد / الطبقات الکبریٰ ۱ / ۳۱۵، دار صادر بیروت،
۱۸۔ ابن قیم الجوزی / زاد المعاد ۱ / ۳۱۵، مطبوعہ الرسالہ بیروت ۱۹۷۹ء
۱۹۔ قاضی اطہر مبارکپوری / خیر القرون کی درس گاہیں ص ۹۵، ص ۹۶،
۲۰۔ ایضاً ص ۹۷،
۲۱۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ / عہد نبویؐ میں نظام حکمرانی ص ۲۹۱،
۲۲۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ / خطبات بہاولپور ص ۳۰۵،
۲۳۔ خطیب بغدادی / الفقیہ والمتفقہ ۲ / ۱۲۳،
۲۴۔ محمد عبد المعبود / تاریخ المدینۃ المنورہ ص ۳۴۳، مکتبہ رحمانیہ لاہور،
۲۵۔ ابوداؤد / السنن، کتاب العلم، باب القصص، مطبوعہ دہلی،
۲۶۔ حفیظ جالندھری / شاہنامۂ اسلام ۴ / ۸۴، احسن برادر لاہور،
۲۷۔ سیوطی / تفسیر جلالین ص ۴۳، اصح المطابع کراچی،
۲۸۔ حاکم / المستدرک ۳ / ۱۷، مکتبہ معارف ریاض،
۲۹۔ محمد ادریس کاندھلوی / سیرت المصطفیٰ ۱ / ۴۴۱، ۴۴۲، مکتبہ عثمانیہ لاہور، ۱۹۹۲،
۳۰۔ قاضی اطہر مبارکپوری / خیر القرون کی درس گاہیں ص ۴۸، ص ۵۰،
۳۱۔ بخاری / الجامع الصحیح ۱ / ۶۳، اصح المطابع کراچی،
۳۲۔ ایضاً ۲ / ۹۵۵،
۳۳۔ قاضی اطہر مبارکپوری / خیر القرون کی درس گاہیں ص ۹۰،
۳۴۔ ابن حجر عسقلانی / فتح الباری ۱۱ / ۲۴۲، دار المعرفہ بیروت،
۳۵۔ قاضی اطہر مبارکپوری / خیر القرون کی درس گاہیں ص ۹۸،
۳۶۔ ابن حجر / الاصابہ فی تمییز الصحابۃ ۳ / ۸۰، مطبوعہ مصر ۱۳۲۵ھ
۳۷۔ السمہودی / وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ ص ۴۵۳، بیروت ۱۹۷۱ء،

۳۸۔ احمد بن حنبل / المسند ۲ / ۳۷۳، المکتب الاسلامی بیروت ۱۹۷۸ء

۳۹۔ طبرانی / المعجم الأوسط ۱ / ۲۲۱، مطبوعہ ریاض ۱۹۹۲ء

۴۰۔ ابن حجر / تہذیب التہذیب (ترجمہ ابوہریرہؓ) دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن، ۱۳۲۶ھ

۴۱۔ ابن سعد / الطبقات الکبریٰ ۴ / ۵۶

۴۲۔ قاضی اطہر مبارکپوری / خیر القرون کی درس گاہیں ص ۷۹

۴۳۔ السیوطی / الاتقان فی علوم القرآن ۲ / ۱۸۸، مطبوعہ مصر

۴۴۔ غلام احمد حریری / تاریخ تفسیر و مفسرین ص ۶۵، مطبوعہ فیصل آباد ۱۹۹۳ء

۴۵۔ ابن سعد / الطبقات الکبریٰ ۲ / ۳۳۵، ۳۴۰

۴۶۔ یٰسین مظہر صدیقی / عہد نبوی کا نظام حکومت ص ۱۰۲، ص ۱۰۳، الفیصل لاہور ۱۹۹۵ء

۴۷۔ ابن سعد / الطبقات الکبریٰ ۲ / ۳۷۵، بیروت،

۴۸۔ عبدالعظیم زرقانی / مناہل العرفان فی علوم القرآن ۲ / ۵۵، مطبوعہ مصر، نیز دیکھئے! قاضی اطہر مبارکپوری / خیر القرون کی درسگاہیں ص ۱۱۷، ص ۱۱۸،

۴۹۔ عبدالفتاح ابوغدہ / الرسول المعلمؐ ص ۲۱۵،

۵۰۔ ابوحاتم الرازی / کتاب الجرح والتعدیل ص ۸، مطبوعہ حیدر آباد دکن،

۵۱۔ احمد بن حنبل / المسند ۳ / ۱۳۷،

۵۲۔ سید ریاست علی ندوی / اسلامی نظام تعلیم ص ۴۶، الفیصل لاہور ۱۹۹۶ء

۵۳۔ ایضاً ص ۴۷،

۵۴۔ تفصیل کے لئے دیکھئے! قاضی اطہر مبارکپوری / خیر القرون کی درس گاہیں ص ۱۴۸-۲۳۴،

۵۵۔ قاضی اطہر مبارکپوری / ص ۱۱۱،

۵۶۔ ابن حجر / الاصابۃ ۳ / ۲۰،

۵۷۔ محمد یٰسین شیخ / عہد نبوی کا نظام تعلیم ص ۵۲، مطبوعہ آزاد کشمیر ۱۹۹۲ء

۵۸۔ ابن سعد / الطبقات الکبریٰ ۲ / ۵۲-۵۶، ابن جریر / تاریخ الرسل والملوک ۲ / ۵۳۸، ۶ / ۵۴۵، مطبوعہ قاہرہ ۱۹۶۰ء، یٰسین مظہر صدیقی / عہد نبوی کا نظام حکومت ص ۹۷،

۵۹۔ حفیظ جالندھری / شاہنامہ اسلام ۴ / ۸۵،